جلد ۱۰ | بمبئی ۔ دوشنبہ ۲۵ صفر المظفر ۱۳۲۳ھ مطابق یکم مئی ۱۹۰۵ء | نمبر ۱۷

# مقدمۃ الجیش

## روس ہی کا خاتمہ سمجھو

ہمارے ناظرین حیرت میں ہونگے کہ ہم ہر ہفتہ بتفصیل کے ساتھ روس و جاپان کی جنگ کے متعلق جو کہانی کیوں نہیں کیا کرتے ۔ ذکر ہی کیا رہا ۔ روز روز ہر کہ اول وہ الا تماشا ہی اب تک چلا جا رہا ہے پہلے جب جاپان کی فتح جب دیکھو جاپان کی جیت روسی ہزار کو شش کو شش کے زندہ کرتے ہیں جان سر تہ و ہو جانے کے دھار مارتے ہیں گر بقول روز ایک قدم آگے بڑھتے ہیں تو دو قدم پیچھے ہٹتے ہیں اسی جا لئے تعریف کا محل نہیں شکست کا کرے ناظرین ہر ہفتہ خود ہی کل لیا کریں اور یہی سمجھ رکھیں سے تو یا امید نہیں کہ کبھی روس کی فتح ہو

## بدلگام آخر منہ کی کھاتا ہے

واعظ لکھنؤ لکھنوی بھانڈ دو طرح تیز کشتہ منہ زور ۔ تیلت شہ ۔ جہاں چرب زبانی دکھا کر بہادری کا اظہار کرتا ہے ۔ آخر منہ کی کھاتا ہے اور انجام کو کم ہونا پڑتا ہے ۔ جبلپور کے تمام مسلمانوں میں اسنے شورش پھیلا دی تھی ۔ پس پہلے تو واعظ لکھنوی کا دور دورہ رہی جب دیکھا کہ اب شگوفے کھلنے لگے ہیں تو آخر رخت لپیٹنے پڑے ۔ پہلے تو اپنی عادت کے موافق واعظ لکھنوی ہی لوایا تھا گر جنرل صاحب بہادر (جو بھی تھے وہ انتظام اور تمام مسلمانوں کے خیرخواہ ہیں) ان کے کا سامان نکالنے کو منہ چھپنے تو وہ از بس پھر گیا ۔ میں جو آگ لگی بڑے منہ لگا یا تو بارس کے جا در گھا پر جانے سے منہ نکالا

## بدکنے نہ پائے

شروع اپریل میں یہ خبر سنی گئی تھی کہ فرانس جنگ کے بیچ میں قول ہوا چاہتا ہے پہلے جاپان کی زیادتی روس کی بے بسی دیکھئے اور سنئے کہ تمام جبل میں دیکھ بھی عنقریب تنگ خونریزی سے ہوکر میدان جنگ میں کر دیا ہے تکلیف روسی ہمدردی اور مراعات کا حق ادا کرے سکر انگلستان کے پیٹ میں پولیٹیکل مصلحتوں سے چوہے قلابازیاں کھانے لگے کچھ ادھر جاپان نے بھی صورت سمجھ لی کہ دیکھا لنگر لنگوٹ کسکے تیار ہو جانا چاہئے پھر یہ تو وقت ہے ان پر آنکھ اٹھا کر روس کر تو شاید ہی سمجھا گیا جاپان بھی کچھ کہا ہوا ابھی یہ چند روز جاتا ہے یا نہیں اس خبر کی اگرچہ تشفی کر لی گر تا مرد کا احتمال ہماری صلح کل شہنشاہ واقعی

معلوم ہو کہ ۔ اگر کسی کو ایسی ہی ضرورت ہو تو خود روس کے ہماری کریں۔

# ہندی حجاج کی فریاد رسانی

ہر سال شریف کی رذیل خصلتوں کا ذکر ہم ہمیشہ سنتا آتا ہے۔ کہ اوسنے ہندی حجاج کو یون تکلیف دی۔ ودرن اذیت پہونچائی۔ چلنے پھرنے۔ اوٹھنے بیٹھنے۔ کھانے پینے تک کا ٹکس وصول کرلیا۔ بات بات پر لا پیسہ لا روپیہ۔ لا اشرفی۔ اور پھر غضب یہ کہ قدم قدم پر نیا روپ۔ نیا ڈھنگ۔ نیا بھیس۔ نیا طریق۔ ایک دو ہون تو جھگتا بھی جائے۔ یہ تو جونک ہو کر لپٹ جاتے ہیں۔ لاؤ لاؤ کے سوا اور کچھ اونکو آتا ہی نہیں۔ حسن طلب تو وہ جانتے ہی نہیں کہ کس جانور کا نام ہے۔ اس بیہودگی کے ساتھ مانگتے ہیں کہ گویا لٹھ رسید کر دیا۔ ہندوستان میں یہ مثل مشہور ہے۔ کہ بیٹے بنکر سب لیا کرتے ہیں۔ باپ بنکر کوئی نہیں لیتا۔ مگر وہان پہنچکر ہندوستانیوں کی مت گم ہو جاتی ہے۔ کیونکہ ناحق وہ باپ بنکر لیتے ہیں۔ اگر کسی نے ذرا بھی دیر کی۔ تو بس اللہ سے بندہ سے۔ قرنطینہ تو ہر دم جیب میں رہتا ہے۔ جہان کسی نے ذرا ادا کرنے میں پس و پیش کیا۔ یا آدھی پونے پر ٹالنا چاہا۔ بس وہین اوہنون نے قرنطینہ کا حکم لگا دیا۔ غرض یہ کہ جیب مار کر اونکے سوال پورے کرنے پڑتے ہیں۔ اگر اون سے یہ کہا جاتا ہے کہ بندۂ خدا ہم سیکڑوں ہزاروں کوس سے چل کر خانۂ خدا کی زیارت کو آتے ہیں اور معمولی خرچ اپنے ساتھ لاتے ہیں۔ تم یون بے حساب نوچا کھسوٹی کرتے ہو تمہیں شرم نہیں آتی وہ صاف کہہ دیتے ہیں کہ ہم کیا کرین۔ ہم تو خود کچھ چھپا چھپی کرتے ہیں شریف صاحب کے حکم سے کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو حیرت ہوتی ہے کہ

# یہ کیسی سلطانی عملداری ہے

اصل بات یہ ہے کہ ان واقعات کی پوری کیفیت اعلیٰحضرت خلیفۃ المسلمین سلطان المعظم خلد اللہ ملکہ و دولتہ کے گوش مبارک تک نہیں پہنچتی ہیں ایک ذریعہ اس وقت نہایت معقول ہے۔ اگر بمبئی کے مسلمانوں کی رگ حمیت اس وقت جوش میں آجائے۔ تو بیشک انتظام ہو سکتا ہے۔ وہ ذریعہ یہ ہے۔ کہ سلطنت عثمانیہ کے سفیر مقیم بمبئی ۶ ماہ کے لئے رخصت پر تشریف لے جاتے ہیں۔ انکو دہوم دہام کے ساتھ رخصتانہ جلسہ سے بوطن رخصت مبارکباد بسلامت روی و بازآمدی کہنے کے لئے کیا جائے۔ اور ہندی حجاج کی طرف سے آپکو وکیل بنا دیا جائے۔ کہ آپ بذات خاص خلیفۃ المسلمین کو توجہ دلائین۔

امید ہے کہ انجمن اسلام بمبئی ضرور اس طرف توجہ کرے گی۔ اوسکا فرض ہے کہ وہ اس کام کو انجام دے کیونکہ یہ خدمت صرف بمبئی کے مسلمانوں ہی نہیں بلکہ تمام ہندوستان سفر مکہ معظمہ میں آسائش پاکے انجمن اسلام بمبئی کے ترقی و استحکام کی دعا کرینگے اور اگر خاص وجہ سے انجمن معذور ہو تو جنرل بدالدین طیب جی حاجی جج کرنیوالے مسلمانوں کی آسائش کی خاطر ایکسال کیلئے اپنا عیش چھوڑ چھوڑ کر ... تو امید مسلمانوں کو چاہئے کہ اسکا انتظام کرین بلکہ حاجی یوسف صاحب سکرٹری انجمن اسلام کی حمیت اسلامی سے امید ہے کہ اس صورت مین بھی وہ اپنی کارگذاری سے مسلمانوں کو مشکور بنائینگے عذر بازی کیلئے زیادہ سے زیادہ ۱۵ سو روپیہ کا خرچ ہے گر سمجھ لینا چاہئے کہ ۱۵ ہزار کا کام نکلیگا۔ اور کوشش کرنیوالے کی حیات تک اکرڑ ہندی حجاج شریف کے

# دونون چہ ٹین مین برابر کی

متواتر خبرین پہنچ رہی ہیں۔ کہ سپہ سالار ہند لارڈ کچنر اور گورنمنٹ ہند کے فوجی ممبر میں اختلاف اور اختلاف سے مخالفت اسحد ہے کہ جیسی کہ لارڈ کچنر نے جہٹ اپنا استعفا داخل کیا مگر حضرت فوجی ممبر کے اختلاف سے لارڈ کچنر کا اسطرح بیلون سے باہر ہو جانا سمجھ مین نہین آتا۔ ہوشہ ہر عج کلی مشہور ہے اس پردۂ زرنگاری مین۔ فوجی ممبر آڑ مین بھیا کرزن نہ ہون۔ بہتون کو شبہ تو یہی ہے کہ کرزن جی ٹٹی کی آڑ مین شکار کھیل رہے ہیں۔ بات نہ مگر لارڈ کرزن اور ایک انگریزی اعلیٰ فوجی افسر سے اختلاف بیمعنی ولمد۔ بات اصل یہ ہے کہ لارڈ کچنر نے جو جو نیا انتظام سوچا ہے اوسکی تعمیل مین لاکھون روپیون کا خرچ ہے۔ خیال اور دیگر باتون کی روک تھام کے لئے اتنا بہت روپیہ جہونک دینا بڑی دوراندیشی کی بعید ہے۔ ادہر کانگریس والون نے خاص اس مسئلہ پر ایک بہت کچھ چیخا پکارا تھا انکا زور بھی کچھ میسر انتھا۔ کانگریس والون نے اسکی عدم ضرورت و بیہودگی ہندوستان کے خزانہ پر ناقابل برداشت بار پڑ جانے کے بڑے بڑے ثبوت دئے تھے ممکن ہے کہ لارڈ کرزن کی بھی سمجھ مین بات آگئی ہو۔ اور انہون نے مدبر فوجی امرا لارڈ کچنر کی چلتی گاڑی مین روڑا اٹکا دیا ہو۔ خیر ابتک یہ خبرین پایۂ تصدیق کو نہیں پہنچی ہین۔ اور انہین معلوم ہوتی ہین۔ گو رہوان نکلیں سو یہ پتا لگتا ہے کہ کچھ نہ کچھ اگر جھگڑا ہوگی بہر حال اگر اسکی کچھ بھی اصل ہے تو کانگریس والون کو دو بتان ہو کر لنگوٹی مین پھاگ کھیلنا چاہئے کہ اونچی پرواز بیکار نکلی اور سب سے اونچی ماں مین ان کا کہا تو ہندوستان کے

ہم نے ظلم و ستم سے بچ سکینگے۔ بس ابھی اس کار خیر کی بسم اللہ کر دینی چاہیے۔

## انگریزی انصاف کو عقل کی ضرورت

دیوانی کورٹوں کی مرہتی گھسا گھس بچی ہے بڑے پہلوان کو ہارنے جاری کی طرح دیوانہ کر دیتی ہے مقدمہ کی کھینچ تان پیشیوں کے روز کے جھنجھٹ کے لین دین سے نوبت ایسی کبھی ہو جاتی ہے کہ وہ سوقت تو بال کا نام و نشان کیا آئندہ بھی بال بچنے کی امید نہیں رہتی۔ اگر مدعی ہار گیا تب تو خیر وہ پھر بھی سنبھلا سنبھلا کے تسکین حاصل کر لیتا ہے۔ اور مدعی علیہ ہارا تو وہ کہیں کا نہیں رہتا۔ سوائے مجنون ہونے کے کوئی چارہ نہیں۔ اس میں [illegible] دیوانے [illegible] کے مصداق بھی نقل آئے ہیں۔ چنانچہ پنجاب کے ایک زمیندار پر [illegible] کا دعوی تھا۔ اور وہ مدعی کے نزدیک بالکل سچا تھا مگر [illegible]۔ جج صاحب نے تمام جائداد مدعی کے حوالہ کر دی۔ وہ بیچارہ [illegible] کہ وہی حق کا ثبات تھی۔ کلکتہ کی ہائیکورٹ [illegible] تو وہ کہاں سے [illegible]۔ کیونکہ اسکے پاس زر [illegible]۔ وہ ہی تھا [illegible] کا [illegible]۔ وہ [illegible] پر سوار ہو کے چل پڑا۔ مرنا کھپتا گرتا پڑتا۔ پنڈلیاں [illegible] کلکتہ جا پہنچا۔ وہاں پہنچکے حیران ہوا کہ [illegible] کی اب [illegible]۔ اسلئے اوسنے یہ ترکیب نکالی کہ [illegible] دونوں ہاتھوں میں [illegible] اجلاس کے وقت ہائیکورٹ کے اندر دیوانہ وار [illegible]۔ اور یہ صدا لگانے لگا۔ انگریزی [illegible] تمام [illegible]۔ [illegible] مشغل [illegible] آخر [illegible] حقیقت بیان کی [illegible]

## واہ ری جاپانی ترکیبیں

جنگ روس و جاپان کے واقعات پر یورپ میں ہنوز بہت گہری نظر سے غور کیا جاتا ہے۔ روز بروز معاملات ایسے نئے رنگ اختیار کئے جاتے ہیں کہ دل چسپ کہ اب یہ خیال پیدا ہو چلا ہے کہ اس جنگ میں جو نتیجہ ہیں بہت ہی حقیر معلوم ہوتی تھی لیکن تمام یورپین طاقتوں کو قوت آزمائی کی ضرورت در پیش ہے ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ بہت اوّل تجارت میں ایشیائی سلطنتیں گو یورپ سے بہت پیچھے ہیں مگر اس زمانہ کی ضرورت کے مطابق مکر و فریب میں جو کمال یورپ والوں کو حاصل ہے اسکی ایشیائی نقل ہی کر رہے ہیں مگر ہنوز جاپان والوں نے یہ ثابت کر دیا کہ چونکہ موجودہ زمانہ میں سیدھی انگلیوں گھی نکلنا بالکل محال ہو گیا ہے اسلئے انہوں نے بھی یورپین چالبازیوں کی اچھی طرح مشق کر لی ہے پہلے تو اسنے ہماری بہادر گورنمنٹ کو اپنی موافقت کیلئے انتخاب کیا۔ کیونکہ یورپین پالیسی میں پہلا نمبر اسی کا ہے [illegible] میں ان دونوں سلطنتوں کے درمیان یہ معاہدہ ہوا کہ اگر ایک سے زیادہ سلطنتیں جاپان یا انگلینڈ کے مقابلہ کے لئے تیار ہو جائیں تو یہ ایک دوسرے کی مدد کریں۔ اسمیں جاپان نے یہ ترکیب کی تھی کہ اگر کسی یورپین طاقت سے پالا پڑا۔ تو حسب عادت ضرور دوسری طاقتیں بھی بیچ میں کود پڑینگی۔ اور ہماری چھوٹی سلطنت کے حصے بخرے کر دینگی اور اگر ایک زبردست یورپین قوت ہماری مدد پر ہوگی تو کوئی مخالفت بہت کم کر سکیگا۔ اسمیں جاپان کو پوری کامیابی حاصل ہوئی اسلئے کہ فرانس اسی فکر میں ہے کہ کسیطرح روس کی معاونت کرکے اس شرمناک شکست سے نجات دیگا سو یہی کھٹکا لگا ہوا ہے کہ [illegible] اور بہادر انگلستان سے ان میں [illegible] روس و فرانس دونوں آئندہ [illegible] ہوگا۔

## نہ پیچ نہ خم مرے سو بسم

یہ بھی ہندوستان کی خوش نصیبی ہے کہ جب لارڈ کرزن بہادر سے والسرائیت اور خود پسند [illegible] کی جولانیاں دکھا چکے تو لارڈ کچنر بہادر اور لارڈ کرزن بہادر میں چپقلش ہو گئی۔ وہ بہادر ابن البہادر بہادر بے بہادر سچ تم ہمسے کم نہیں ہو تو ہم تم سے کم نہیں۔ انکا تو کچھ بھی نہیں بگڑیگا مگر [illegible] مشکل ہو جائیگی۔ گھوڑے گھوڑے لڑیں [illegible] کا زیاں یہ کچھ معمولی جوڑ نہیں ہے۔ [illegible] کسی نے کسی کو [illegible] کسی نے کسیکو دھوبی پاٹ [illegible]۔ یہ تو [illegible] کی جوڑی کو ایک صورت کا [illegible] ہے [illegible] شیر کا شیر۔ اگر یہ جوڑ بگڑ گئی تو بڑی [illegible] بڑی [illegible] ہوگی۔ بڑے [illegible] بڑے تو بگڑے بڑے [illegible] کے بعد دربار کا معاملہ [illegible] ملک الموت اڑے ہیں کہ میں جان لیکے ٹلوں [illegible] مسیحا کی یہ ضد ہے کہ [illegible] ہے۔ دونوں بحیثیت اعلیٰ درجہ کے ہیں جسکو [illegible] اسکو [illegible]۔ بظاہر کسی قرینہ کسی قیاس کسی عقل سے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ کسکی فتح ہوگی کیونکہ دونوں کا پلہ بجائے خود ایک دوسرے کی ٹکر پر لارڈ کچنر کو تو یہ زعم ہے کہ میں فاتح [illegible] ہوں۔ لارڈ کرزن کو یہ گھمنڈ ہے کہ میں فاتح [illegible] ہوں۔ لارڈ کچنر کے قبضہ میں آہنی شمشیر بے نیام ہے لارڈ کرزن کے منہ میں [illegible] بے لگام [illegible] اور ہاتھ میں چوبی شمشیر قلم [illegible] ہے [illegible] معنوی مقابلہ تھا اب [illegible] مقابلہ۔ اسمیں ایک [illegible] کچنر کے آخر میں [illegible] کرزن کے [illegible]۔ اب اگر اسکی [illegible] لارڈ کرزن کا پلہ بڑھا ہوا ثابت ہوگا۔ [illegible]

## پہاڑ کھودکے چوہا نکالا

الحمد اللہ کابل مشن کی ہندوستان سے روانگی پر ایک عجیب طوفان بےتمیزی برپا تھا۔ ہرا چارجی خیالی پلاؤ پکا رہا تھا یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ ایڈیٹر تباشد کہ امیر کے رعب میں آکر جو کرنی ہو کر جائے اور کچھ لیا تو در کنار گھر کے بھی کھو آئے۔ یہ ڈین ہے مسٹر ڈین۔ ماشاء اللہ خود بدولت پولیٹیکل مجسم ہزاروں گھاٹوں کا پانی پیئے ہوئے۔ بقول شخصے ایک تو کڑوا کریلا دوسرے نیم چڑھا۔ یعنے لارڈ کرزن کے تعلیم یافتہ اس پر طرہ یہ کہ پہلی کمیشن کے نشیب فراز سے واقف کیا مجال جو بال بیٹ پڑے۔ فتح کیا فتح ہے۔ کیسے چاروں چیتے بارہ اور اپنے سو ہی تین بارہ۔ غرض یہ کہ ہر طرح بوبارہ میں اور بجنے بھی پہلے ہی پیشین گوئی کی تھی کہ دربار کابل اب قدیم دربار نباشد۔ ایک تو امیر حبیب اللہ خان روشن خیال۔ اور پھر سونے پر سہاگہ مرحوم امیر عبدالرحمن خان کی تعلیم و تربیت۔ برابر کی جوڑ رہیگی۔ پھر جسکو دانا جیسے۔ یا امیر صاحبکو بیٹھ رہا جائے یا مسٹر ڈین دین دنیا کھوتے ہوئے واپس آئیں۔ ہماری مشن کابل بخیریت پہونچی بہت آرام سے وہاں رہی۔ مہمانداری اور میزبانی میں کوئی دقیقہ اوٹھا نہیں رکھا گیا۔ بدنصیبی سے امیر صاحب کے دشمنوں کی طبیعت علیل ہوگئی۔ ایسی ناسازی مزاج میں پولیٹیکل امور میں گفتگو کیسے ممکن تھی۔ ہماری مشن کو وہاں کچھ دنوں ہاتھ پر ہاتھ دہرے بیٹھے رہنا پڑا۔ سردی سے جگر زور بانڈنا شروع کیا۔ مشن والوں کا دم ٹوٹنے لگا۔ تو امیر صاحب نے مہمانداری کے لحاظ سے چاہا کہ ایسی سردی میں گرما گرم گفتگو ہو۔ تو شاید کا لطف کم محسوس ہو۔ گفتگو میں ایک موقع آن پہونچا

## بھلی گھوڑی دوڑ آئے

گئے۔ اس میں اور بھی ٹھہرنا پڑا۔ کچھ خدانخواستہ کسی قسم کی تکلیف نہ تھی۔ کڑاکے کی سردی نے تو ہاتھ پاؤں جل اور دماغ سبکو بیکار کر دیا تھا۔ اس پر امیر صاحب نے خدا جانے ضبط مضامین کب سے کر رکھا تھا اور کب سے بھرے بیٹھے تھے۔ ذرا چھیڑنے کی دیر تھی کہ برس ہی تو پڑے۔ اب جتنی سکھائی پڑھائی باتیں تھیں ان میں سے ایک بھی نہیں۔ افغانی پٹھا مو قع پر آنے ہی نہیں دیتا۔ اب نہ تو باتیں گفتگو کرنے کا اختیار نہیں۔ ٹرین نہیں اگر بھی موقع اعلیٰ ہوں تو آخر کہیں کیا۔ جی تو یہی چاہتا تھا کہ جلدی سے رسیاں تڑا کے بھاگیں مگر انہیں تحقیق کر ٹرہ حق جا بیٹی جاتی تھیں مجبور ناچار ٹھہرنا ہی پڑا۔ اس ہم جشن بہار اور گردش پر آبدار تھے کہ وہ آگئی وہ آگئی۔ بس اس ہفتہ ضرور آگئی۔ آنکھیں پتھرا گئیں۔ ناک میں دم اور دم میں ناک آگئی۔ یا اللہ ایسی کیا چپیاں ہیں جو وہاں سے لوٹنے کا نام ہی نہیں لیتے۔ امیر صاحب نے ایسا کیا جادو کیا کہ کمیشن کی چھٹری ہوگئی۔ وہاں تو یہ حال تھا کہ دس منٹ گفتگو ہوئی اور تار بازی کی ٹھہری۔ ایک تار کلکتہ اور ایک لندن۔ باقی داستان فردائے شب را۔ کہکے اوٹھ گئے۔ غیر صاحب خدا خدا کرکے معاملہ بھگتا یا جان چھڑائی۔ رخصت لی۔ اور چلے تو معلوم ہوا کہ آسمانی برف باری اور زمین کے برزوں نے استقبال اور مشایعت کا ٹھیکہ لیا ہے۔ اللہ دے اور بندہ لے۔ مگر خیر کچھ بہت سا نقصان نہیں ہوا۔ مرتے جیتے گرتے پڑتے

## آن پہنچے بھئی آن پہنچے

مگر آئے تو کس طرح آئے۔ جو کسی باختہ ساز کی دم فاختہ۔ وعدہ درواز سفر نے چور کر دیا۔ سردی نے اپنا سکہ جما دیا۔ زلزلوں نے ٹھہرا دیا۔ غرض بہت کچھ تو کابل ہی میں ختم ہو گیا تھا۔ راستہ آنے ہوئے کام آیا۔ کمیشن تو بیچاری نیم بسمل نیم جان۔ لوگوں کو پڑی ہے کہ کسی طرح یہ جلد معلوم ہو جائے کہ کون کون سے مرحلے طے ہوئے کیا کیا راز و نیاز کی باتیں ہوئیں۔ جہاں سے کیسا برتاؤ کیا گیا۔ پرنس عنایت اللہ خان کے دلپسند ہندوستان کے سفر اور مہانیوں اور آؤ بھگت کا کیا اثر پڑا۔ اتفاق سے کمیشن والوں میں کسی سے ایک لنگوٹیے یار کی ملاقات ہوئی۔ انہوں نے پوچھنا شروع کیا۔ کہو بھائی کابل میں خوب خوب مانچتیاں اوڑائیں۔ پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں۔ کچھ پھر ٹو تو منہ سے بولو۔ یہ خاموشی کیسی۔ انہوں نے کہا ارے میاں کیا کہیں۔ جو کچھ عیش کیا اور لطف اوٹھایا بس جی ہی جانتا ہے۔ کیوں خواہ مخواہ ہم پوچھ کے اپنا بھی دماغ خراب کرتے ہو۔ اچھا بھئی ایک لفظوں میں صرف اتنا کہہ دو کمیشن جس کام کے لئے گئی تھی۔ وہ بھی پورا ہوا۔ ہاں بھئی پورا ہوا۔ پورا کیسے نہ ہوتا۔ سرکاری کمیشن تھی کہ مسخری۔ اور وہ کام کیا تھا۔ اب تم تو بال کی کھال کھینچتے چلے جاتے ہو۔ امیر عبدالرحمن خان مرحوم کے معاہدہ پر امیر حبیب اللہ خان کے دستخط کرا لئے۔ بس یہی۔ ہاں اور کیا۔ حقیقت میں تو دنیا ہی ہو۔ حقیقت میں گو دنیا ہی کیا ہو

# جھوٹے مسلمانوں کا خدا بھی جھوٹا

صادق القول ہوا ہے۔ بمبئی لارڈ کرزن بہادر نے جو
کانووکیشن کے جلسے میں اسپیچ ارشاد فرمایا اور جھوٹے دغاباز
وغیرہ فقروں سے ہماری عزت افزائی فرمائی اسپر ہمیں دوسری
بجا ہو کہ یہ کیا غضب ہے ہم ہر طرح جان نثاری اور
گورنمنٹ کے فرمان اور قوانین کی تعمیل
کتاب سے زیادہ پیروی کریں۔ گورنمنٹ ہر طرح کے
چندون چاہون سے نفتین طلب کرے۔ ہم بدن و جان
دینے کو حاضر ہوں۔ پس اس وفاداری پر یہ کرم کہ
تمام ایشیائی جھوٹے دغاباز ہیں۔ شبہ ہے۔ بدعہد
خلاف۔ دغاباز۔ نابکار۔ ناہنجار کے مرادف لفظوں
سے یاد کئے جائیں۔ کیا ایسی عنایتوں سے یہ مترشح
نہیں ہوتا کہ ہمیں بہتر یہ ہے کہ کھائیں اوسی میں جیسے
کریں۔ کیا غیر ممالک کے مخالف ہم ایسی نہیں اوڑا
سکتے کہ جسکا کھائیں اوسی پر غرائیں۔ کیا کہ ہم ہند
وفادار رعایا کا یہ خیال نہیں ہو سکتا۔ کہ افسوس
مرغی اپنی جان سے گئی اور کھانے والے کو سواد
(نہ) آیا۔ گورنمنٹ کی عنایت سے قریب ہے کہ
اتنا حق ضرور ہے کہ گورنمنٹ عملدرآمد کی ناقابل
برداشت قانون جاری کرے یا اوسکی نسبت ہم شکن
خیال ظاہر کرے تو رعایا اوس میں بہ رعایت قوم کی
سربراہی میں ضرور چارہ جوئی کر سکتی ہے چنانچہ
کانووکیشن کی تحریر کی تلافی خود ہی لوگوں نے مخالفانہ
جلسوں سے کرلی۔ کئی بڑے شہروں میں لارڈ کرزن
بہادر کی تحریر پر حیرت ظاہر کی گئی کہ ایسا بیدار مغز
ایسا قابل ایسا مزاج شناس اور ایسے رنگ کے خیالات
ظاہر کرے۔ اس تقریر کے متعلق تو ہمیں حیرت تھی
تھی ہی۔ جن مسلمانوں نے کہ لارڈ کرزن کی تقریر
سے موافقت کی ہے۔ ہمیں نہایت فرحت و
انبساط کے ساتھ ... خود

انہوں نے اپنے خدا کو بھی جھوٹا تسلیم کر لیا۔

# جھوٹا بننے کیلئے تیار ہو گئے

ابھی بہت دیر نہ گزری کہ نہایت پیچ میں ڈال رکھا ہے
غیر قوموں نے جب بعض مسلمانوں کے یہ خیالات معلوم
کئے تو دوستوں میں اونکی دھجیاں اڑنے لگیں کہ یہ مسلمان
ہیں مسلمان کیا ایسے ہی ہوتے ہیں جو جھوٹا اور بدعہد
بننے کو تیار ہو جائیں۔ مگر لارڈ کرزن کا حق بجانب سمجھا
ہے۔ ایشیائی مسلمان خود اپنی قوم ہی کو جھوٹا دغاباز
نفرتی تسلیم کرنے کیلئے تیار نہیں بلکہ انہیں بعض
بندۂ خدا ایسے بھی ہیں جو اپنے خدا کو بھی جھوٹا تسلیم
کرنیکو تیار ہو جاتے ہیں چنانچہ آٹھ دس سال کا عرصہ
ہوا کہ دہریوں نے مسلمانوں کے خدا کو جھوٹا ثابت کرنے
کی کوشش کی تھی اور بعض نافہم مسلمان کم علمی کی وجہ سے
منطق کے پیچ میں پڑ کر مذبذب ہو گئے تھے کہ یہ خیال
ہو چلا تھا کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ہے۔ اس بیہودہ اور
مسخرہ پن کے خیال کو جناب مولانا مولوی احمد حسن صاحب
کانپوری مغفور و مرحوم نے رد کیا۔ ایک رسالہ مسمی
تنزیہ الرحمٰن بڑے زور شور کے ساتھ لکھا اور دہریوں
کی اور مجوز مسلمانوں کے جھوٹے خدا کی خوب خبر لی چونکہ
مولانا صاحب منطق دانی میں اپنا آپ نظیر تھے اونکے دلائل
ایسے تھے کہ کوئی اونکے مقابلہ میں دم نہ مار سکتا۔ اس
رسالہ نے تمام دہریوں کے منہ بند کر دئیے اور جو مسلمان
گروہ دہریوں کا اقرار قبول کرنے پر آمادہ ہو چلے تھے
اونکا بھی قافیہ تنگ ہو گیا۔ نفسانیت کو خدا غارت کرے
دو چار نقیب مسلمانوں کے گروہ میں ایک مولوی صاحب
تھے وہ ضبو کا بیٹو تنزیہ الرحمٰن کو دل کی گواہی سے سمجھکر
رحمان کو منزہ من الکذب سمجھے۔ اونکے سر پر منطق
کا بھوت سوار تھا مگر اوس وقت تو سر شرما گئے مولوی احمد حسن
صاحب کانپوری کے انتقال کے بعد جو اونہوں نے میدان
صاف دیکھا تو جواب کی فکر میں مستغرق ہو گئے اپنے خدا کو
جھوٹا یا یہ کہ خدا کا جھوٹ بولنا ممکن ثابت کر کے دکھا دیا۔

# نہ خدا تو دے نہ میں دوں

لارڈ کرزن بہادر کی ہمدردی اور رعایا پرستی ہے کہ ...
آپکا یہ خیال ہے کہ دیسی ناقدر شناس رعایا کی جیسی جیسی ہمدردی کی
اور ہمیشہ بہبودی کی خاطر جیسی فیاضی اور رعایا پرستی اسلام
لیا شاید ہی کوئی ایسی ہمت کریگا۔ واہ کیا کہنے ہیں۔ آپ
سخاوت کے دریا ہیں آپکے قدم بقدم کوئی چل سکتا
آپکی گورنمنٹ کی فیاضی اور رعایا پروری مسٹر چودھری الدوال
زادہ بہادر نے خوب قلعی کھول دی ہے۔ بجٹ کے متعلق
جس زور شور کی آپنے اسپیچ دی ہے اوس سینہ زوری کے
ساتھ آپ اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ ممکن تھا کہ بالکل
اسپیچ کے بعض دلخوش کن فقروں کو فقرہ نہ سمجھتے ایمان
لے آتے مگر اب تو وہ کسی طرح دھوکہ میں نہیں پڑ سکتے کیونکہ
مہر مسلسل اور کانگڑہ کے دل ہلا دینے والے حادثات پر بھی جب
گورنمنٹ کا دل نہ پسیجا۔ اور اپنے خزانہ خاص سے زر زکوٰۃ
کی خیرات نہ نکالی گئی تو پھر کیا قیامت کے روز شاہی
خزانہ رعایا کے کام آئیگا۔ یہ مانا کہ لارڈ کرزن بہادر نے
بذات خود ہزار روپیہ چندہ عطا فرما کے بہت کچھ انسانی
ہمدردی کا ثبوت دیا لیکن گورنمنٹی امداد کے سلسلہ میں جو
آپنے عالی حوصلگی ظاہر فرمائی ہے اوس سے ثابت ہوتا ہے
کہ لارڈ کرزن بہادر کی یہ پالیسی ہے کہ "خدا تو دے نہ میں دوں"
قیامت خیز زلزلہ سے وزیر ہند بہادر کا دل نہ لرز گیا تھا
وہ ہندی رعایا پر انکا لطف و کرم ڈالنے کی نیت باندھ
کا ارادہ کر رہے تھے کہ سراپا کرم مجسم علم لارڈ کرزن بہادر
بیچ ہی میں ٹوک دیا جیسے وزیر ہند کو اس مضمون کا تار دیا
کہ زلزلہ نے جو دھرمسالہ اور کانگڑہ کو صفا چٹ میدان
بنا دیا اسکی بابت آپکو یہ خیال ضرور ہوگا کہ تباہی زدہ
برباد شدہ لوگوں کی امداد کیلئے سرکاری خود یہ فنڈ قائم
کیا جائے مگر ایسی ہمدردی باتکلف عاق سمجھئے۔ دس بیس
سو پچاس۔ سو دو سو ہزار دو ہزار کی امداد تو سب کچھ
ہو سکتی تھا ہزاروں کی خدمت و پرورش کیلئے لاکھوں

# معرکہ آرائی

## سانچ کو آنچ کیا

اوستاد نا مولانا پنچ بہادر صاحب۔ السلام علیکم۔ جی جناب آپنے کچھ سنا ونا۔ ارے ہان گیا۔ اجی واقعی آپنے کچھ نہیں سنا۔ ارے ہان کچھ کچھ بھی تو کیا سنا۔ جی گروجی سچ فرماتے ہیں آپنے کچھ بھی نہیں سنا۔ ارے ایکمرتبہ تو کہدیا کہ نہیں نہیں مگر تم ہو کہ کہنا وہنا تو درکنار۔ کچھ سنا کچھ سنا کی رٹ لگائے چلتے ہو۔ اچھا گروجی خفا نہ ہوجیئے۔ لیجیئے کہتا ہوں سنیئے۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہائیں۔ ارے میان تم خبر سنا رہے ہو کہ قرآن مجید۔ دیکھو اگر قرآن مجید سنانا ہے تو کسی حافظ کو جا کر سناؤ یہان تو سچی سچی خبریں سننا ٹھیک ہے۔ اجی جناب آپنے بھی اچھی کہی۔ یہان تو چند بدنام کنندہ نکونامون نے بھی مبلغ علیہ السلام کی طرح میں اب لگے جھوٹی شہادتیں دینے دیکھیے بچارے حافظون کا بھی نام بدنام کرتے۔ آخر ہم بھی مطلب۔ یعنی مورخہ ۱۹ اپریل کو آپکے پرچہ میں ایک رپورٹ کا مضمون بعنوان "عجب تماشہ میں شادی رچی" جو شایع ہوا ہے اسکو دیکھکر ہمارے مستری صاحب تو نہایت لال پیلے ہوکر پیچ و تاب کھا رہے ہیں۔ بلکہ بارادہ لائبل کیس چلانیکے آپ پر مستعد ہو رہے ہیں۔ مگر ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ مستری صاحب آپ پر یا مخبر پر کس بات کی نالش کرینگے۔ اجی جناب مخبر نے جو خبر چھپوا دی ہے اس مین بہو کچھ لگائی ہے وہ جھوٹ تھوڑا ہی ہے۔ اجی یہ تو کانٹے کی تول ٹھیک ٹھیک باون تولہ پاؤ رتی ہے۔ اجی جناب یہ بھی کوئی ہٹ دھرمی کا جواب ہے۔ کیونکہ مورخہ ۱۷ اپریل دوشنبہ کی شب کو جلسہ وعظ کا مستری صاحب نے منعقد ترتیب دیا تھا کہ جس میں ہمارے مرشد نا و مولانا مولوی ابو الخیر صاحب فصیحی غازیپوری نے نہایت ہی پراثر کامل دو ڈہائی گھنٹہ وعظ فرمایا۔ کہ کتنے سامعین وجد میں آگئے اور واقعی آپ ایسا ہی معجز بیان وعظ فرماتے ہیں۔ کہ سامعین کے دل ہل جاتے ہیں۔ اور وجد آجاتا ہے۔ اور اس جلسہ مین قریب ۷ ہزار کے اہل اسلام شریک تھے اور وعظ ختم کرنے کے ساتھ ہی مولانا صاحب نے کل حاضرین جلسہ سے ارشاد فرمایا کہ چند منٹ کے لیئے آپ لوگ ٹہر جائین۔ پہر کیا تھا لوگ جہان کے تہان بیٹھے رہ گئے کہ فوراً ہی ہمارے مستری صاحب نے ہمارے مرشد نا مولانا صاحب کے روبرو یہ اظہار بیان کرنا شروع کیا کہ ہم کو لوگون نے بدنام کر رکھا ہے کہ مستری صاحب نے مسجد مین سامان شادی وغیرہ کا بندوبست کیا تھا کہ جسکی وجہ سے نماز جمعہ کی نہیں ہوئی۔ سو حضور یہ دو حافظ صاحب موجود ہیں۔ ان لوگون سے دریافت فرمایا جائے کہ نماز جمعہ کی ہوئی یا نہیں ہوئی۔ اور اگر نہوا ثابت ہو تو ہمکو سزا دیجائے۔ اور اگر ہونا ثابت ہو جائے تو جھوٹ مشہور کرنے والے اور لکھنے والے کی سزا ہونی چاہیئے۔ پہر کیا تھا کیونکہ ہمارے مولانا صاحب کو تو اصل امر کی تحقیق جو قبل ہی مل چکی تھی کہ نماز جمعہ کی نہیں ہوئی ہے۔ خیر آپنے مستری صاحب سے ارشاد فرمایا کہ وہ کون کون شخص تمہاری طرف کے ہیں جو سچی سچی شہادت دے سکتے ہیں کہ نماز جمعہ کی ہوئی۔ جسپر مستری صاحب نے ان دونون حافظ صاحبون کو جو کہ اس جوڑ کے نہیں تھے معلوم ہوتا تھا کہ کسی دوسرے مقام سے بلوائے گئے تھے۔ اور جنکو اونہون نے قبل سے تعلیم دے دلا کے رکھا تھا۔ مولانا صاحب کے روبرو لا کھڑا کر دیا۔ اور مولانا صاحب نے اُن لوگون سے یون دریافت کرنا شروع فرمایا۔

مولانا صاحب:۔ آپ لوگ کون ہیں؟

حافظ صاحب:۔ جی ہم لوگ حافظ قرآن ہیں۔

مولانا صاحب:۔ واسطے اللہ و رسول کے قبلہ طرف ہاتھ اوٹھا کر سچ سچ فرمایئے نماز جمعہ کی ہوئی یا نہیں؟

حافظ صاحب:۔ جی ہان جی ہان نماز ہوئی نماز ہوئی۔

اجی جناب ادہر سے جی ہان جی ہان کا لفظ نکلنا تہا کہ ادہر سے ہمارے دینی بھائی دین محمد صاحب موذن حاجی انور علی صاحب کی مسجد کے اسلامی جوش میں آکے شیر قران کی طرح غرّاتے ہوئے جلسہ سے اوٹھ کھڑے ہوئے۔ اور حاضرین جلسہ سے یون مخاطب ہو کر کہنے لگے اے بھائیو! مسلمانو! آپ لوگ کیا سنتے ہیں۔ ان لوگون کو شرم نہیں آتی کہ جو یہ دو صاحب باوجود حافظ قرآن ہونے کے بھی جھوٹی شہادت دے رہے ہیں کہ نماز جمعہ کی ہوئی ہے۔ پہر تو دین محمد صاحبکا کہنا تھا کہ ایکبارگی ہزاروں مسلمین مقتدی و غیر مقتدی نمازی و بے نمازی اور محلے کے اوٹھ کھڑے ہوگئے۔ اور سبہون نے ایکزبان ہوکر مولانا کے روبرو بآواز بلند یہ شہادت دیدی کہ حضور جمعہ کی نماز وغیرہ کچھ نہیں ہوئی بلکہ یہان تک کہ اذان وغیرہ بہی نہیں ہوئی۔ اور دین محمد صاحب نے ہمارے مولانا صاحب سے یہان تک کہا کہ آپ انکے موذن و پیش امام حافظ لطف علی صاحب سے دریافت فرمالیجئے کہ جمعہ کی نماز آپنے پڑہائی ہے اور آپ اور آپکے مقتدی لوگون حاجی انور علی صاحبکی مسجد مین نماز کیون پڑہی۔ مگر مولانا صاحب نے پیش امام و موذن صاحب وغیرہ کو بلوانا اور دریافت فرمانا خلاف مصلحت سمجھا کیونکہ جہان تو ہزارون اہل اسلام سے یہ شہادت مل چکی کہ معتبر کو مل رہا ہے۔ کہ نماز جمعہ کی نہیں ہوئی تو اب تمام شہر کس بات کا رہا۔ پہر تو مولانا صاحب نے مستری صاحبکی طرف مخاطب ہوکر یون ارشاد فرمایا!

کہ آپ کی طرف سے تو صرف مولوی صاحب نے شہادت دیا باشکل یہی کہ نماز ہوئی اور بیان تو بنارس دن یا وزن کرو یا پنجابی سو اہل اسلام نے دو نمایاں اور بھی شہادت دے ۔ بیہ یہین کہ نماز عید کی نہیں ہوئی اور یہ بات بھی پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ وہی بلاشک و شبہ آپ سے قصور سرزد ہوا ۔ سو اب آپکو لازم یہی ہے کہ آپ جملہ اہل اسلام یعنے حاضرین جلسہ کے سامنے توبہ استغفار کیجئے ۔ اور اپنے قصور کی معافی مانگئے ۔ کیونکہ توبہ استغفار کرنے والے کے لئے بوجہ خداوند کریم معاف کر دیتا ہے ۔ پھر کیا تھا وہ تو مسٹر صاحب کو بغیر [illegible] کے چارہ ہی نہ تھا کیونکہ اب کوئی عذر بھی نہیں رہا ۔ اور چلیئے آخر کار ہمارے مولانا صاحب کے روبرو حاضرین جلسہ کے سامنے مستری صاحب نے توبہ استغفار کیا بلکہ بڑا ۔ اور حاضرین جلسہ سے معافی مانگی اور گلے ملے ۔ مگر پھر ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ جب مستری صاحب حاضرین جلسہ کے علاوہ ہمارے مولانا صاحب کے روبرو اپنے قصور پر توبہ استغفار کر کے قصور مند ہو چکے اور حاضرین جلسہ کے ساتھ گلے ملی کر چکے تو پھر اب جو مسٹر صاحب کہتے ہیں کہ ہم پنجہ بہادر پر دعوے کرینگے اور اون کے مخبر پر دعویٰ کرینگے ۔ کیوں مسٹر صاحب کیا آپ نے عدالت کو بھی لیا کہ اپنی ہتک تصور کر لیا ہے ۔ کیوں جی مسٹر صاحب کیا آپ پنجہ بہادر کے مخبر پر یوں دعوٰی کا معاملہ کر کے جو آپ رشتہ نامولوی ابوالخیر صاحب کو بھی یوں دعوٰی کے درمیان میں نمبر ۲ کر لینا چاہتے ہیں جو آنحضرت ہمارے مولانا صاحب کے لئے بالکل ہی نازیبا اور نادر بلکہ کل اہل اسلام کے لئے نازیبا ہے ۔ پھر اس وقت کسکی بیشی ہوگی ۔ ادوست یاد رکھیو یہ خیال ہر رنگ سے کہ اپکو معاف نہیں ملا ۔ سو آپ جناب یہ تصور کر کہ آپ کا محض خام خیالی ہے ۔ کیونکہ معاملہ کوئی ذرا نہیں

۔ تو ایک پیشہ کا نام ہے ۔ اور یہ تو قاعدہ کی بات کہ جو شخص جو پیشہ کرتا ہے وہ اُسی نام سے پکارا جاتا ہے ۔ چاہے وہ کتنا ہی اعلیٰ خاندان کیوں نہ ہو مگر پیشہ والے کے نام سے پکارے جانے پر خدانخواستہ ذات میں کسیکی بٹہ تھوڑا ہی آجاتا ہے ۔ کیونکہ پیشہ عیب نہیں ہے ۔ اور معمار کے معنے عمارت بنانے والا ہے ۔ سو آپنے کسیوقت معماری کا کام ضرور کیا ہوگا ۔ اور جانتے ہیں جبھی تو اب عمارت بنوانے کے ٹھیکہ دار ہو رہے ہیں ۔ ایا جناب سب تو سب خدا مستری ہی کے لقب کو ضرور اپ دیکھئے تاکہ ایسے لوگوں کے معنے و مطلب انگلش میں مگر اس سے ذات میں کسی کے بٹہ لگ سکتا ہے ہرگز نہیں ہرگز نہیں ۔ کیونکہ عوام میں ایسا ہی رواج چلا آتا ہے ۔

اور اب ہمارا خیال جہانتک اسبار میں ہوتا ہے کہ اب آیندہ ہمارے مسٹر صاحب بدولت کرم فرمائی اس ضد کی دعویٰ کرینگے ۔

## واقعہ

لکھے از جماعتین وعند از مقام بہو شہر شمس خانہ

## چلا یا تیر کس خوبی سی طاعون نے واہ وا
## جگر چلنی بنا ڈالا مرید قادیانی کا

قاطع الرجال یعنی مانع الیہو یعنی مسٹر پنجہ بہادر صاحب دوام دولتہ جہاں خزمیرے موٹے تازے یعنی ذرا شیطان سمجھا ۔ مگر گرم مسالے دار طاعون کو لا ۔ آتشی بگولا کس غضب کا جکر لگاتا ہوا وہ دیکھو جھوٹا جاتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔ خرابیہ ٹا اور یہ ٹا بھی کدھر ۔ خاص الخاص دارالسلطنت قادیان میں ایک سرپر ۔ خاص مرجانے قادیانی کے خلیفہ کرم ادا ان آپ جنگ کے رنگ میں نظر نہیں ہے ۔ مرجائے

قادیانی کی امت اور طاعون بگیہ کی زحمت نازل والا تو وہ کیا اوس پہ لانے نوکا ۔ جسے تو بیزار و بیگی اور بگرن یہ وزق آگیا ۔ جو اور پنجابی امت کا مولوی شمشیر سے زرق اوڑنے لگا ۔ ان بیچارن میں یہ ہے ۔ مگر یار طاعون خان کی بلائی بیچارگی کو دیکھا مان گئے ۔ رہ گیا ۔ مسٹر پنج جیسا پرخوار نے صرف مولوی زندہ اوس کا ہزار دن من خون غٹ غٹ کر لیا ۔ اور بس چلنے نے اسکو قادیان کی طرف دھکیل دیا ۔ اور وہاں جاتے ہی مار ڈالا اسکو من کا گرا پہر نابالغ کے جوان اسی ایڈیٹر البالدہ نے تو یہ البدر کو ایسا تاک کے مارا کہ دونوں جہان سے جدا کر دیا پھر وہ بکر دیا خوب کر دیا ۔ مگر کیمپ کے دفتر سے بھی جدا کر دیا تو کیا یار رہے اپنی دفتر سے بھی خارج ہو گیا ۔ ہاں صاحب ہان کیا آپنے نہیں سنا ۔ قادیانی نبی کی او گلمرائی ۔ اے تو یہ اونکلیدنی کہ میری امت کے قریب کبھی طاعون نہیں پھٹکیگا ۔ اور میرا چاہنے والا کبھی طاعونی شکلہ نہ ہوگا ۔ اچھا پھر یہ ایڈیٹر کیسے ختم ہوگیا شاید ہے ہے کی زیرت میں شک ہو گیا ہوگا ۔ یا وہ بھی الہامیت کی بیکر ہوگا ۔ کچھ وہاں ہی کالا ہے ۔ حضرت اہل یہ کالا ہو یا دلسین کالا ۔ اسمین کوئی کلام نہیں جناب نبی عربی برحق ۔ مخبر صادق ارشاد فرماتے ہیں کہ جو امتی مسلمان صاحب ایمان اس مرض طاعون سے گزر جائے وہ بلاشک شہید ہے ۔ اور یہ اُلٹی کھوپڑی والا پنجابی نبی لنگی جھٹکتا ہے کہ جو اس مرض سے مرے مردود ہو ۔ اس دنیا والے کے منہ میں بالکل عیب ۔ پھر دیا گیا ہے جس میں سے اُلٹی باتیں نکلتی ہیں ۔ جو مانا ہو کہ جھک مار رہا ہے یار ۔ وہ وہاں مرے یا سید یا بدولت [illegible] مگر [illegible] مسلمانکا ہے [illegible]

آخر قادیانی دربار میں کھونٹا گاڑ دیا۔ اور وہاں کے
مجرب ذہنوں کا گلا دبانے لگ گیا ہے اور بڑے
بھائی کی اُمت کا بھی ادب نہ رکھا۔ آخر ایک روز مرجائے
قادیانی کے ورثہ کی پھر اڑیگا۔ کیونکہ قاعدہ کی
بات ہے جب اعلیٰ سے کوئی ملنا چاہتا ہے تو پہلو
ادنیٰ سے دوستی پیدا کرتا ہے تاکہ اعلیٰ تک آسانی
پہنچ جائے۔ اسلئے ذات شریف کے امتی سے سافر
کی پھرا دی۔ تار لگی والے گردنک پہنچنے میں پیر
پیش نہ ہو۔ ارمان آپ تو بڑے بھولے بھالے
ہیں۔ یہ پیر جی ایسے بیغیرت تھوڑے ہیں جو طاعون
میں اتنے غفیل ہوں گے۔ کیا اپنی ہی مریدوں کو
عجاڑ میں جھونکیں گے۔ کیا حرام موت مریں گے کیا
طاعون میں مرکر مردود ہوں گے۔ اگر طاعون خان
کا نوٹس آیا بھی تو کچھ انٹ سنٹ تحائف بھیج کر
سنبھالیں گے۔ یا بعد مدت کے طاعون نے قادیان
فتح جانے کی ٹھرائی ہے تو پہلے پاک لوگوں سے ملاکر
پلیدوں سے آنکھیں لڑائیگا۔ یا وعدہ آنکھیں لڑانے
پاتو بچیں۔ مگر بڈھے کا الہامی مصلّا پھٹ گیا ہے
ہاں پرانی کھوپری والا ہے۔ کچھ کچے گُر ہنسے کی
استعمال میں نہیں لایا ہے جو نزدہ راست پر
آجائیگا۔ اگر مر بھی جائیگا تو بھی ٹانگ اونچی
کرکے مریگا۔ چیونٹی کا بچہ اچھا کبھی سیدھا نہیں
ہوتا۔ آیا خیال شریف میں۔

بقلم

دونوں مکان ہیں سامنے تیرے ای بخیر
جنت خرید یا کہ جہنم خرید لے

راقم

دہلی اوپر والا غ۔ ا۔ حیا آزاد۔ انصاری دہلوی

**کیا ہنسی آتی ہے مجھکو حضرت انسان پہ**
**فعل بد تو انسے ہو لعنت کریں شیطان پہ**

## انند رام مارواڑی تھیٹر اور شوقینان شہر

نسبتہ

میں اپنے ہمراہی جلیس کے شامل کھڑا ہوکر ان سارے
ہی منظر کو نہایت تعجب کی نگاہ سے دیکھتا رہا۔
میرا دل بھر آیا۔ اور مجھے سخت صدمہ ہوا کہ افسوس
ہمارے معززین ورؤسا نے ایک ایسے ناقدرشناس
قوم کی دعوت کیوں قبول کی۔ جب کہ چند ہی یوم
گذرے ہیں کہ انہیں دیسی مارواڑی کے یہاں سخت
پریشانی اور ذلتیں برداشت کرنی پڑی ہیں۔
ایک تو معززوں اور رئیسوں کے لئے رقعہ و
کارڈ شامل لیجانا اور سے دکھلا کر شریک محفل ہونا
ہی سخت ذلت و حقارت ہے مگر جب رقعہ و کارڈ
دکھلائے جانے پر بھی انہیں اندر جانے کی اجازت
نہ ہو تو بس قیامت ہی قیامت ہے۔ افسوس ہمنے
اپنی رہی سہی عزت اپنے ہاتھوں خاک میں ملا دی
اور ہمیں ذرا خبر تک نہ ہوئی کہ ہم کیا ہیں اور ہمیں
اپنی قدر کہاں تک کرنی چاہئے۔ کیا لقد کرمنا
بنی آدم کا جملہ ہمسے فراموش ہوگیا یا ہم اسکو
مصداق ہی نہیں ہے۔ حضرت یہ قریب قریب ایک
نہ ختم ہونے والی اسٹوری ہے۔ ہاں ستم کشی اور
پُر درد مظالم کا جنکی یاد ہی ہمیں حجاب میں ڈال
دیتی ہے جنکا ذکر کرتے ہوئے کلیجہ کانپ اٹھتا ہے
اور جنکے ناگفتہ بہ حالات نہ صرف اونچی ہی ذات
کے لئے باعث شرم ہے بلکہ اس ساری سوسائٹی
کے لیئے جنکے منتخب اصحاب یا ممبروں نے اس حرکت کی
عادت کو جائز رکھا ہے۔ سچ ہے ؎

کسی قوم کا جب الٹتا ہے دفتر — تو ہوتے ہیں مسخ اُن میں پہلے تونگر
کمال اُن میں رہتا ہے باقی نہ جوہر — نہ عقل اُنکی ہادی نہ دین اُن کا رہبر
نہ دنیا میں ذلت نہ عزت کی پروا
نہ عقبیٰ میں دوزخ نہ جنت کی پروا

ہاں رونا تو اسیکا ہے کہ ان شریفوں کو کسی [illegible]

مسلمان کے یہاں سے دیا آتے تو دو منٹ میں وہاں
قدم رنجہ فرمائیں گے۔ اور اگر گئے بھی تو ذرا سی بات
پر اونچا ہو بیٹھے ہوں گے اور چلتے پھرتے نظر آینگے
مگر جہاں ایسی ایسی ذلتیں برداشت کرنی ہوں
وہاں ضرور جائیں گے دھکے کھائیں گے رسوا
ہوں گے مگر اپنی عزت کی پروا نہ کریں گے۔
فی زمانہ یہاں کی رُت ہی کچھ ایسی بدل گئی ہے
کہ سر برآوردہ اصحاب متبرک جلسوں میں تو خال
خال نظر آئیں گے بلکہ یوں کہیے کہ انہیں ایسی
مجالس سے سروکار ہی گیا ہے۔ افسوس وہ مقدس
اور مفید مجلس جنکی نسبت کسی استاد کا شعر ہے سے
چنیں زیبا نگارے گلعذارے مہ جبیں یارے
زگیسو لیش ہزاران داستان دارد و مگر ہمارے
معززین ہیں کہ ذرا ریکتے تک نہیں اونہیں ایسی
جلسیں خارگذرتی ہیں۔ اسکا خوشنما مرغزار
انہیں صحرائی چٹیل نظر آتا ہے۔ ہاں برخلاف اسکے
وہ ایسے بد وضع محفل میں جسکا اوپر ذکر ہوا ہے
بکثرت پائے جائیں گے۔ نہ معلوم انکی کون سی چیز
ایسی کافرکیش ہے جو انہیں آسانی اپنا فریفتہ
و شیفتہ بنا لیتی ہے۔ طاعون علیہ اللعنۃ کی منحوس
صورت ہمکو اپنی ہی کرتوت کی بدولت دیکھنی پڑی
افسوس! شامت اعمال ما صورت نادر گرفت ؛ اسے
ہندوستان کی سرزمین کیا تو ہماری اصلی فطرت کے
خلاف ہے۔ کیا وہ منحوس عادات وتنگ سالی کے
جوہر ہمارے رگ و ریشہ میں تو نے ہی بھر دیا ہے
حسرت ہے ہمکو تیری اس بیمروتی و بیوفائی پر جیسی
تو مولانا حالی نے تجھسے خطاب کیا ہے ؎ پر کلی یہ
ہے کہ جو کچھ دنیا برائے تھے ساتھ ؛ وہ سب تو نے سب
لیکر کر دیا بالکل جدا ؛ آدمیت کے تھے جو جوہر ہمارے
خاک میں ؛ خاک میں آخر ملے اور بند سب منہ ہوگئے ؛
یاد ہوگا تجھکو ہاں آئے تھے ہم کس شان سے تجھکو سرنگوں

بےنیت مجلس کی بنا ایمان ہے ۔ غرض کہ ہمارے اسلامی
معدو سادہ نے اپنی ہستی صرف کر کے ان خاک میں
ملا دیا ہے کہ اپنے اسلامی بھائیوں کی ہمدرد مجلس
میں جانا تو انہیں ننگ و عار ہو گمان ہے ۔ تو سمجھئے
قدم ہٹے بیان ور وہ اسلام سے ذلیل کئے جائیں ۔
حیف بسہ فلک پیر ہم رودمان و شمن و دلدار
مستغنی ؛ مرا بہ آرزو ہائے دل خود خندہ می آید
خیر حضرت اب ہم اپنے آرٹیکل کو اس شعر پر ختم کرتے
ہیں کہ نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست تر
دارند ۔ جوانان سعادت مند پند پیر دانا را ۔ امید
کرتے ہیں کہ ہمارے کل احباب عموماً اور رؤسائے
شہر خصوصاً اسے بغور پڑھیں گے اور اسکی کوئی
عمدہ تدبیر اختیار کرینگے ۔ انشاء اللہ اگر ضرورت ہوئی
تو آئندہ کسیقدر وضاحت بحث کیجائیگی ۔

الراقم

وہ نامہ الفت ہر گئے سکا کیا نل بھی جاتا ہو
اگر میری نمانے گے تو پچھتاؤ گے نا حافظ

بقلم

محمد ۔ بی ۔ بی ۔ از جگاکلیور

## لاکھ طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

بعض بعض کمینہ مزاج نامہ نگاروں نے یہ شیوہ اختیار
کرلیا ہے کہ خواہ مخواہ بھی دوسروں کے مضمون پر بیہودہ
اور واہیات خرافات اور بیجا عبارت میں اعتراض کرنیکے
لئے جامے سے باہر ہو بیٹھتے ہیں ۔ بیوقوف یہ تو سمجھتے
نہیں کہ دوسرے نے کیا مضمون لکھا ہے اور کس بناء پر
اپنی فکر پر مبنی کیا ہے ۔ بلکہ بغیر سوچے سمجھے ناک میں
دوسرے آ دم پر جوش کر بیٹھتے ہیں اور ایمان کی
طرح ان بکے بکنے ہیں ۔ اگر سچ پوچھو تو دوسرے
مضمون پر اعتراض کرنا اور کیا نی وجہ بہت معقول دلائل
کے ساتھ پیش کرنا اور ناحق کو کیسا پکڑ لینا محض

نادانی ہے ۔ یہ بڑی مشکل ہے کہ بات ۔ وہ جانے بیتر
سر پر کہاں ۔ جو بانامہ نگار ۔ [illegible]
پہچنے لگا ۔ ہمارے مضمون پر اعتراض کیا اور [illegible]
کرو ہمارے پڑتا ہے بالکل اسکا غلط انداز پن بہت
پر تکرار وہ اپنے مضمون میں ہمارا جو مطلب بیگم پور
کی نسبت ہے وہ خود ظاہر کرتا ہے مگر افسوس
معقول جواب نہیں دلائل کے ساتھ اعتراض نہیں
خواہ مخواہ بھی کمینہ پن پر اتر آتا ہے ۔ نواب عبد الشکور
خان کی نسبت ہمارا مضمون جسکا اختصار یہ ہے
جو پیچپیا و ریمیں میں شائع ہوا تھا ۔ بیگم پور میں
مسافروں کے لئے کوئی سرائے ہے نہ کوئی ٹھکانا
اس قسم کا ہے کہ جو مسافر وہاں جا کر آرام پا سکیں
ہمارے ناظرین غور فرمائیں کہ پہنچ نواب صاحب
پہ کیا بیجا حملہ کیا ۔ جسکو جوہا صاحب نے بیہودہ اور
جاہلانہ طور سے پکڑ رکھا ہے ۔ بار بار وہ جو اپنے
مضمون میں یہ ظاہر کرتے ہیں کہ نواب عبد الشکور خان
کی نسبت جو آپ نے مضمون لکھا ہے وہ خود غرضی
پر مبنی ہے ۔ کیا میں نواب صاحب کے یہاں اپنی غرض
پوری کرنے کے لئے گیا تھا ۔ مجھکو قرض لینا تھا ۔
یا خیرات لینی تھی ۔ یا میں نے کہا تھا کہ دو چار وقت
نواب صاحب کے یہاں طیب مال ملیگا ۔ ما بدولت
پیشتر ہی ظاہر کر چکے ہیں ۔ کہ صرف اپنے دوست سے
ملاقات کرنے گئے تھے جو چند روزہ وہ بھی اپنے
دوست کے پاس ملنے کی غرض سے ٹھہرا ہوا تھا ۔
معلوم جوہا پھر کس بات پر واہی تباہی اور اول فول
بکتا ہے ۔ اگر وہ کوئی معقول دلائل کے ساتھ اعتراض
کرتے تو ہم تسلیم کر لیتے ۔ اور اگر اس شردہ پن سے
اینجانب کب گھبراتے ہیں ۔ جیسا کہیں گے ویسا جواب
پائیں گے ۔ اگر وہ اپنے تئیں زیادہ منہ زور اور
منہ پھٹ ہیں ۔ تو ہمارے پاس بھی خار دار موجود
ہے نور ا چڑھا ہی تو دیں گے ۔ بہتر ہے کہ وہ

آئندہ ہفتہ سے تہذیب کے کام لے ورنہ ہماری کتابان
نے یاری کی ثابت کی ہو جائیگی ۔ کیونکہ ۔ جو جیسا کہے
کی صدا جیسی کہے ویسی سنئے ۔ معلوم ہو یا نے اپنے
تئیں تو کیا سمجھ رکھا ہے جو دوسروں کے مضمون پر
بلا وجہ محض چند روزہ شہرت کی امید پر ناحق آ بھ
بیٹھتا ہے ۔ لیکن اگر ہمیشہ یہی اختیار رکھا ہے تو
یہ ضرور کسی روز رنگ لائیگا ۔ ہمارے نزدیک نفیس
نامہ نگار یا اڈیٹر کبھی پبلک کی نگاہوں میں رتبہ
حاصل نہیں کر سکتا ۔ ہمیشہ ذلیل ہوتا ہے ۔ ہم بیہ
بھی جوہا صاحب کو دوستانہ رائے دیتے ہیں کہ
ہر کسیکے مضمون پر بغیر سمجھے بوجھے اعتراض کرنے کا خیال
اسکے لئے باعث ذلت ہے اعتراض وہی خوبی سے
اور معقول کریگا جو بے لاگ اور ذکی ہوگا ۔ یہ مشکل اور
پر مشقت اور معقول شکایت لکھنے کے واسطے دماغ
درکار ہے اور نیز تجربہ کار ہو ذکر آپکی طرح بیہودہ
اور چرب زبانی اور خلاف تہذیب اور کم لیاقتی کے
ساتھ مہمل لفظوں میں جو چاہے جرغ او چھے ۔
آج ہم اس مضمون کو بوجہ قلت جگہ پورا نہیں کر سکتے
ورنہ جوہا صاحبکا خوب بخیہ ادھیڑتے ۔ شاید آئندہ
ہفتہ میں آپکی پوری طرح سے مزاج پرسی کیجائے ۔ ظاہر
ہے کہ ہمارا جو اس تھوڑی تحریر پر خوب غور کریں مگر
ہمکو امید نہیں ہے اسوجہ سے کہ لاکھ طوطے کو پڑھایا
پر وہ حیوان ہی رہا ۔ (باقی آئندہ)

**نوٹ** ؛ ۔ سٹیشن مظفر نگر کی طرف مسٹر ڈی ۔ ٹی ۔ ایس
صاحب بہادر نے کوئی خاص توجہ نہیں کی ۔ اسوجہ سے
ہم تمام کاغذات شکایتی سٹیشن ماسٹر مظفر نگر کے
منیجر ریلوے لاہور کو روانہ کریں گے ۔ ایک ہفتہ انتظار
اور کرتے ہیں ۔ اگر مسٹر ڈی ۔ ٹی ۔ ایس صاحب بہادر
نے ان تمام باتوں پر غور کیا تو بہتر ہے ورنہ بعد کو براہ
راست لاہور کو جہاں کر دیں گے ۔

راقم دہی جلتا پرزہ ۔ زیڈ ۔ این ۔ آفت ۔ از مظفر نگر

## قطعات تاریخ انتقال نواب فصیح الملک بہادر مرحوم

نتیجہ افکار محمد عبد الرحیم خان نادر دہلوی ملازم سرکار حیدرآباد دکن
شاگرد حضرت داغ دہلوی ساکن حیدرآباد دکن

چو مرحوم تو شاہ پیش رفت ز دنیا — نشستہ از پی او آمد صوتی بہشت
قلم گرفت ز مصرع سال وفات — مراد تاریخ داغ گوہر دانش سرشت
سنہ ۱۳۲۳ھ

### دیگر

شہ دوا دیا ہو چہ جانب جنت — حسرتا مرگ جہاں استاد ہو
ہم ایسا شخص ہے پیدا کہاں — دل پکڑ کر جانتا ہے اسکی یاد ہو
وہ فصیح الملک داغ دہلوی — دشمن تھا جسکو دل جتا دو ہو
لیگیا اپنے ساتھ ہی — چلدیا اس عالم ایجاد سے
ہوش پیدا چلدیا زیر زمین — انقلاب چرخ بے بنیاد سے
عجب ہوئی تاریخ کی نادر فکر — یہ صدا آئی دل ناشاد سے
جیتے تھے آج زمین وہ کہاں — خالی دنیا ہے جہاں استاد کر
سنہ ۱۳۲۳ھ

### دیگر

مرگیا استاد داغ دہلوی — آہ دیکھو کی طرح سے جل بسا
لیکن دن دن کر آگئے — دلپسند جو مصرعہ ہوتا تھا
بلبل ہندوستان ملک کہاں — ہائے کیا شاعر جہاں اٹھ گیا
فکر تاریخی نادر کو بھی — چرخ چارم سے سیا نے کہا
ساتھ کیا چھوڑا تو اس خسرو نے
داغ کا مرنا قیامت ہو گیا
سنہ ۱۹۰۵ء

## قطعۂ تاریخ

تولد فرزند ارجمند جلدم عالیجناب حاجی سید محمد نجم الدین حسین صاحب خلف ارشد عالیجناب سید محمد شمس الدین حسین صاحب مرحوم و مغفور تعلقہ دار ہتھری ضلع مظفر نگر :

از طبع خداوند کمال فخر زمن جناب حاجی سید محمد حسین صاحب نور رئیس ہتھری

شمس رخ چرخ چارمی ہے گفت — بار صد باد نجم دین حسین
نور دیدہ بجا ر چند رسید — کہ خداداد مظہر حسنین
سنہ ۱۳۲۳ھ

## تاریخ یادگار زلزلۂ عظیم واقع ۴ اپریل ۱۹۰۵ء

نے جلیکہ برخورد ہوا — زلزلۂ کا ذرحمت التسری

ماہ محرم چو شد و بست و ہشت
زلزلۃ الساعۃ شیئٌ عجیا

۲۳ ۱۳ ہجرے

## کارخانہ عطر فرحت المشام قنوج

بیٹ[?]

میں ہر قسم کے روغنیات مل سکتے ہیں عطریات ہر سے عطر زرد رنگ روغنیات عطر سرخ سبز رنگ مفصل فہرست طلب کیجیے مفت روانہ ہوگی۔ جو صاحب مال منگوائیں۔ اپنا نام و پتہ صاف تحریر فرمائیں درخواست بنام حاجی قدرت اللہ عبد الغفور تاجر و مالک کارخانہ عطر فرحت المشام قنوج حاجیگنج متصل مدینہ مسجد ہونا چاہیئے۔

## مجموعۂ صنایع نادرہ

منتخبات باقیاتی :- ہر دو جلد معہ فرہنگ قیمت ایک روپیہ چار آنہ۔ محصولڈاک تین آنہ۔ منشی محمد کاظم ٹیکر محلہ مبئی سے نقد قیمت یا بذریعہ ویلیو پی ایبل مل سکتی ہے۔ درخواست میں پتہ صاف بخط نستعلیق ہونا چاہیئے۔

ترکی حکومت مقدونیہ کی فوجی پولیس میں جس میں افسری کی چند اسامیاں خالی غیر کے افسروں کو دی گئی ہیں زیادہ تر ایسے لوگوں کو بھرتی کر رہی ہے جو فوجی خدمت کی میعاد ختم کر چکے ہیں۔ پولیس میں دس سال خدمت کرنے پر وہ پنشن کے مستحق ہوں گے۔

## زینت شباب

خضاب والوں کی لن ترانیوں اور شائقین خضاب کی شکایتوں سے ناک میں دم آگیا تھا۔ کسی کی تو یہ شکایت تھی کہ چند ہی روز میں رنگ پھر بگڑ جاتا ہے اور کسی کی یہ شکایت تھی کہ اگر ایک ہفتہ تک نہ لگائیں تو داڑھی شریف پر ایسی خاک اڑنے لگتی ہے کہ جیسے کسی کے چہرے پر دنیا نے رنڈی کی پھٹکار پڑ گئی ہو۔ اور یہ شکایت تو بالعموم تھی کہ شیشی نمبر اول کی بہ نسبت نمبر اول کا ہے۔ بال تو کالے ہو جاتے ہیں مگر دل ہی جل کے کالا کوئلہ ہو جاتا ہے۔ غرض یہ کہ متواتر شکایتوں نے ماہرولت کے دماغ کو پھیر دیا تھا آخر گھبرا کے خود اسی فکر میں مستغرق ہو گئے۔ مثل مشہور ہے جوئندہ یابندہ۔ خدا کے فضل سے ہمکو اپنی کوشش میں کامیابی ہوئی ہمارے نزدیک ہوتی تعریف ہی نہیں بحرون ادہ لطف خراجوں کا کام ہے۔ سارا زمانہ جانتا ہے۔ کہ اگر لاکھ روپیہ کا بھی فائدہ ہو۔ تو انشاء اللہ تعالی بے بنیاد فقرہ اپنے قلم سے ہرگز نہ نکلیگا۔ لہذا ناظرین کے اطمینان کے لیے صرف اتنا لکھدینا کافی ہوگا کہ ہمارا خضاب نمبر اول کی بہ نسبت بلکہ نہایت گہری ہے۔ اور پھر خوبی یہ کہ تمام خضابوں سے ڈبل یعنی شیشی ایک ایک ڈبل کی۔ اور قیمت ایک روپیہ ایک آنہ۔ محصولڈاک ایک روپیہ چار آنہ۔ پسند نہ ہو تو واپس کر دو۔

## خضاب لاجواب

یعنی نورشاہی خضاب۔ اسکے افعال کے ہم ذمہ دار نہیں۔ قیمت تین لکھ نسخے دو روپیے۔

المشتہر منیجر پنج بہادر

# جاسوسونکی رپورٹین

پیرس کے اخبار ٹمپس نے بندرگاہ سیگان کی مرسلہ تار شایع کی ہے جسمین لکھا ہے کہ روسی بیڑہ بالٹک بندرگاہ کامرانہ سے گذشتہ شنبہ کی دوپہر کو روانہ ہوگیا تھا۔ خلیج کے باہر سخت گرد [illegible] کی گرج سنائی دیتی تھی جس سے خیال کیا گیا تھا کہ جاپانی شکاری جہازون کے ساتھ جنگ چھڑ گئی تھی۔ چار روسی باربرداری جہازات سیگان مین لنگرانداز ہین۔ گورنر سیگان نے انہین [illegible] کوئلہ لینے سے منع کیا اور صرف سفر کے قابل کوئلہ لینے کی اجازت دی۔

ٹوکیو سے روٹر کا نامہ نگار خبر دیتا ہے کہ گورنمنٹ فرانس نے جاپان سے وعدہ کیا ہے کہ وہ بندرگاہ کامرانہ سے روسی بیڑہ بالٹک کو خارج کردیگی اور سلسلۂ [illegible] جنگ کا پورا ثبوت دیگی۔ یہ خبر کل جاپان مین بڑی مسرت سے سنی گئی ہے۔ اور جاپانیون کا جوش کچھ فرو ہوگیا ہے۔

دول یورپ نے کریٹ کی مجلس شوری کے جواب مین لکھا ہے کہ الحاق کریٹ کی جو تجویز [illegible] مین طی کی گئی اسکو دول یورپ کا اتفاق نہین ہے۔ اور [illegible] پر قایم ہین اور کریٹ کا الحاق یونان سے نہین چاہتے۔

گورنمنٹ یونان نے [illegible] کریٹ کی عرضداشت متعلق حمایت الحاق کے جواب مین لکھا ہے کہ [illegible] چاہتے ہین کہ کریٹ ملحق ہوجائے مگر دول یورپ کی موجودہ حالت کا اندازہ کرکے یہ کوشش بیفایدہ ہوگی [illegible] مین [illegible] گورنمنٹ کسی انقلاب کو پسند نہین کرتی۔ اگر ملکی [illegible] قوانین مین ترمیم کرلی جو تو ہمکو کچھ عذر نہ [illegible]

تیریس کے مزدورونکی ہڑتال کا خاتمہ ہوگیا۔

۵۰ ہزار روسی نانبائیون نے مقام ماسکو مین ہڑتال کیجاتی ہے اور [illegible] کی تعداد [illegible] سے زیادہ ہوگئی ہے۔ عام طور پر بغاوت برپا ہوجانیکا احتمال ہے۔

ٹمپس دپیرس مظہر ہے کہ ایم ڈیلکاسی وزیر صیغۂ خارجہ فرانس نے اپنا استعفا دیدیا ہے۔

زار روس نے [illegible] مین کی بغاوت رفع کرنے کی غرض سے ایک فرمان صادر کیا ہے جسمین باغیون کو سخت سزائین دینے کا اظہار کیا ہے اور متفرق اضلاع مین کمیشن مقرر کئے گئے ہین تاکہ جس ضلع مین بغاوت برپا ہو وہان کے جاگیرداران و مالکان اراضی سے زرتاوان وصول کرے۔

[illegible] کہ ایک روسی مسی لاڈیپرا انٹونوویچ اور روسی مستقل [illegible] جزیرہ پیولو پالاؤ مین گرفتار کیا گیا ہے۔ یہ ایک فوجی منتظم [illegible] نامی کے یہان رہتا تھا۔ یہ عام طور پر ایک روسی مخبر مشہور ہو رہا تھا مزید تحقیقات کے لئے یہ شخص جاپانی حراست مین رکھا گیا ہے وہ [illegible] کے ہمراہ کشتی مین سوار ہو کر یہان آیا تھا۔

سیگان مین بیان کیا گیا ہے کہ روسی بیڑہ بالٹک کا امیر البحر روزڈسٹونسکی مرض [illegible] مین مبتلا ہے۔

لندن کے اخبارات [illegible] کے [illegible] مین [illegible] کو دلی طور پر پسند کرتے ہین اور کہتے ہین کہ وہ ایسے فیاضانہ نتیجون سے مرتب کئے گئے ہین جسکی امید تھی۔

پیرس کا اخبار ٹمپس [illegible] کا ایک تار شایع کرکے کہتا ہے کہ [illegible] ساتھ [illegible] ہو رہی ہے۔ گورنمنٹ [illegible] کی حالت [illegible] ہے۔ [illegible]

[illegible] ہوگی ظاہر کی گئی ہے۔

گورنمنٹ [illegible] سے خبر ملی ہے جس سے [illegible] اور [illegible] ہزار [illegible] کے مارے جانے کی تصدیق ہوتی ہے [illegible]

[illegible] ۱۷ اپریل [illegible] کو اطلاع دی ہے کہ جنرل [illegible] گورنمنٹ کی طرف سے شب گذشتہ کو پہنچا ہے کہ روسیون کی ۵ بٹالین اور ۱۹ سکواڈرن نے معہ ایک توپخانہ کے ۲۴ گذشتہ کو [illegible] کے اردگرد جاپانیون پر حملہ کیا تھا۔ روسیون کو سخت ہزیمت ہوئی۔ وہ اپنی ۲۰۰ لاشین چھوڑ کر فرار ہوگئے [illegible] کام آئے۔ [illegible] ۵ بٹالین اور ۲ سکواڈرن تھین اور جو جانب [illegible] بڑھ گئے تھے وہ ۹ سکواڈرن اور ایک توپخانہ پر مشتمل تھے یہ سب جانب شمال لوٹ گئے۔

تاشقند کی تازہ خبر مظہر ہے کہ وہان کی افغانی سپاہ مین [illegible] اضافہ کردیا گیا۔ اور [illegible] توپون کا ایک توپخانہ ہرات مین وارد ہوا ہے۔

[illegible] قافلہ پر [illegible] کے [illegible] حملہ کردیا یہ قافلہ [illegible] سے [illegible] تھا ۱۱ آدمی مارے گئے۔

روٹر کے خاص ایجنٹ متعینہ [illegible] نے خبر دی ہے کہ [illegible] نے [illegible] کو تاج قبول کرلی۔ باغی اب بھی مقام [illegible] شورش آمیز فوجی [illegible] مقام ہے [illegible] مین جاپانی [illegible] خواہ [illegible] کو [illegible] کے [illegible] کی جنگ کے سامان مہیا کرنے چاہئین۔

تھانہ (دادو ... ) پر ۲۰ مئی کی شب کو ڈاکہ پڑا۔ ڈاکو وزیری تھے۔ ۲ بجے ۲ سپاہی قتل اور ۲ سخت زخمی ہوئے۔

چترال کا شاہی قیدی کا شیر افضل جو [illegible] میں رکھا گیا تھا گذشتہ ۲۰ اپریل کو مر گیا۔

شنگھائی سے خبر ملی ہے کہ چینی [illegible] اور اسکے ہمراہی جو مارے گئے انکے علاوہ [illegible] پادری کا بھی کام تمام کر دیا گیا۔

یہ بات کہ [illegible] قسمت میں خفیف ترمیمیں [illegible] بالکل غلط پائی جاتی ہے

لاہور کے جلسہ [illegible] ہال میں زلزلہ زدگان کا چندہ باضابطہ طور پر کھولا گیا۔

ڈلہوزی کے شمال کو ایک پہاڑ پھسل پڑا ہے۔ خوف ہے کہ اس سے دریا کا رستہ بند ہو کر [illegible]

امرتسر کے خالصہ دیوان نے بھی کانگڑہ میں مصیبت زدگان کی امداد پر کمر ہمت باندھی۔

ہوشیارپور کی طرح امرتسر میں بھی زلزلہ زدگان کانگڑہ کے چندے کھولے گئے ہیں۔

میسور میں قانون پاس کریں گے کہ [illegible] جائداد کا حق زائل نہ ہوگا۔

سناتن دھرم سبھا لاہور کے سالانہ جلسہ پر [illegible] ۱۵۰۰ روپیہ دیا۔

امرتسر کا [illegible] مشن کالج توڑ دیا گیا۔ یکم مئی سے [illegible] کالج کلاسیں موقوف کی جائینگی۔

تھانہ [illegible] میں [illegible] ڈاکو [illegible] کو قتل کیا۔

کلکتہ میں طاعون بڑھتا جاتا ہے [illegible] تجارت نے سرکار کو لکھا کر خاص تدبیر کیجاوے۔

لاہور میں [illegible] مدرسہ [illegible] کی چھت بیٹھ گئی

پچھلے زلزلہ سے دیوار شق ہو گئی تھی جو زیر تعمیر تھی۔ تمام بچے سو رہے تھے۔ [illegible] نے سب کو جگا کر باہر کر دیا ورنہ ایک بھی نہ بچتا۔ بچے باہر نکلے تو کہ دیوار بیٹھ گئی

بادشاہ خان نواب [illegible] تسلیم کئے گئے انہوں نے چندہ [illegible] میں ایکہزار دیا ہے۔

دہلی میں امداد زلزلہ زدگان کیلئے جلسہ کیا گیا ۱۱ ہزار اسی وقت جمع ہو گیا۔

دہلی کے رئیس لالہ [illegible] پرشاد صاحب نے چندہ زلزلہ زدگان میں [illegible] ہزار روپیہ دیا ہے۔

لاہور میں میونسپل الیکشن پر لٹھ بازی ہوئی اسپر چرچا گرم ہے۔

[illegible] کے نواب فیاض علیخان بہادر نے زلزلہ کے چندہ میں ۱۰۰۰ دیا ہے۔

کشمیر میں [illegible] سخت بارش ہوئی راستہ ڈاک کا پھر خراب ہو گیا ہے۔ چکوٹھی [illegible] کے متصل سڑک پر ٹیلے آ پڑے ہیں۔ آمد و رفت بند ہے۔ مزدور مصروف کار ہیں۔

کولار میں ۵ ولیس [illegible] کئے گئے [illegible] ہزار کا سونا چرایا تھا سراغ برآمد ہوئی ہے۔

رنگون میں ایک [illegible] مسٹر علی اکبر کا مال چرا کر بھاگا تھا فیض آباد پولیس نے اسکو پکڑ لیا۔

آگرہ [illegible] پولیس نے [illegible] بازار میں چھاپا مارا جعلی سکہ بنانے والوں کو جا پکڑا۔ تمام آلات قلب سازی بھی پائے گئے۔ علاوہ اسکے ۵ ساختہ جعلی روپے بھی ہاتھ آئے۔ تین مجرم گرفتار کئے گئے ہیں۔

جمعرات کی شام کو پشاور میں زور دار اولے پڑے۔ ان کے زور سے ایک رئیس مر گیا کئی آدمی سخت مجروح ہوئے۔

کولار کا ولیس ٹھیکہ دار [illegible] مجرم ثابت ہوا کہ کان کے سونے کے زیور بنائے ایک سال قید ایکہزار جرمانہ ہوا۔ [illegible] کا نصف لاکھ صرف ہوا۔

بجنور میں (بقول مقامی اخبار) ایک گروہ چار ولایتیوں کا آیا ہے جنکے پاس کلمہ طیبہ کا ایک جھنڈا [illegible] خلاف شریعت مسلمان کو پاتے ہیں اول ہدایت کرتے ہیں اسکے بعد دُرّوں سے پیٹتے ہیں۔ مشہور ہے کہ یہ گروہ ہندوستان بھر میں دورہ کریگا۔ لاہور میں چند ہفتے قبل ایسے ایک دو آدمیوں کے نمودار ہونے کی خبر مشہور ہوئی تھی وہ بظاہر سرحدی پٹھان معلوم ہوتے تھے

سفارت کابل کے دوران میں امیر صاحب ہفتہ عشرہ سے بیمار رہے اسیا عث [illegible] زیادہ ہو گئی

صوبجات متحدہ کی پولیس کا [illegible] میں ایک سانڈ کے وار کھے آ گئے۔ سانڈ نے ران میں سینگ مارا۔ پٹک دیا۔ سخت چوٹیں آئیں۔

ایک سٹیم لانچ موسومہ [illegible] دریائے [illegible] میں داخل ہوتی تھی اور سوقت [illegible] میں الٹ گئی۔ اسمیں ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس مسٹر [illegible] سوار تھے۔ مسٹر [illegible] اور ملاح بڑی مشکل سے بچنے پائے لیکن صاحب سپرنٹنڈنٹ کا باورچی غرق ہو گیا۔

حضور نظام دکن نے زلزلہ زدگان کے امدادی فنڈ میں ۱۰ ہزار روپیہ چندہ دیا۔

۱۳ اپریل کے زلزلہ کا اثر وزیرستان میں بھی ظاہر ہوا ہے۔ مشہور ملا پاوندہ نے جو [illegible] بنایا تھا وہ زلزلہ کے باعث گر پڑا۔

مطبع حمید واقع لیسی بھنڈی بازار میں حکیم محمد عبد المجید فرخ دہلوی مالک و ایڈیٹر کے اہتمام سے چھپکر شائع ہوا